OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
ISSN (Online): 2791-0067
https://aisbbu.com/

بائبل اور قرآنی تعلیمات کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دعوتی وفکری منہج کا علمی مطالعہ

Study of Hazrat Esa's (A.S) Pursausive and Rational Exhortation under the Shade of Quranic and Biblical Teachings

Inamullah
Ph.D Scholar, University of Peshawar

Prof. Dr. Zia Ullah Azhari
Ex-Chairman Secret Studies, University of Peshawar

Abstract

Prophets from Israel had been endeavoring to take their nation out of perverseness and moral subversion. Among these Prophets (A.S) some, observing the morla degradation of the nation of Israel, had a premonition regarding the devastation of Jerusalem, and some even lamented about its devastation. Haxrat Esa (A.S) had also predicted about the destruction of Jerusalem. Hazrat Esa (A.S) was also among the Prophets (A.S), who, form the time of Hazrat Dawood (A.S), had been trying to bring their nation toward the path of virtue and truth. Additioinally, the study of aduices and admonitions of Hazrat Esa (A.S), woven within a metaphorical expression, proves that He (A.S) was a great preacher.
Keywords: *Jewish Society, Worship, Metaphorical advices and admonitions.*

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعارف:

جس طرح رسول اللہ ﷺ تمام انبیاء کرامؑ کے خاتم ہیں اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام انبیائے بنی اسرائیل کے آخری نبی ہیں۔ آپ اعلیٰ شان، عظیم المرتبت اور اعلیٰ حوصلہ مند پیغمبروں میں سے ہیں۔ کتاب مقدس کے عہد نامہ جدید میں آپ کی تفصیل کے ساتھ سوانح حیات بیان ہوئی ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں بھی تیرہ سورتوں میں آپؑ کا تذکرہ ہوا ہے۔ اور آپ کو مختلف ناموں اور القابات سے پکارا ہے۔ مثلاً:

عیسیٰ، مسیح، ابن مریم، عبداللہ، وجیھا فی الدنیا والآخرۃ اور کلمہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے کلمہ "کن" سے بغیر ظاہری اسباب کے پیدا ہونے والا۔(1)

اسی طرح اناجیل اربعہ اور مکاشفاتی ادب میں آپ کے مختلف القاب اور نام مذکور ہیں:

(1) یسوع (2) عمانوایل (3) یہودیوں کا بادشاہ
(4) سردار (5) ابن آدم (6) یسوع ناصری
(7) خدا کا قدوس (8) ابن داؤد (9) اسرائیل کا بادشاہ
(10) کلام (11) روحانی چٹان (12) راست باز
(13) راہ حق اور زندگی میں ہوں (14) شفاعت کرنے والا (15) صبح کا چمکتا ہوا ستارہ
(16) دنیا کے بادشاہوں پر حاکم(2)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شجرہ نسب:

آپؑ کا شجرہ نسب اناجیل اربعہ میں یوں بیان ہوا ہے:

CC BY

حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ زوجہ یوسف بن یعقوب بن متان بن الیعزر ان الیہود ابن اخیم بن صدوق بن عازور بن الیاقیم بن ابیہود ابن زر بابل، بن سیالتی ایل بن یکونیاہ بن یوسیاہ بن امون بن منسی بن حزقیاہ بن آخذ بن یُوتام بن عزیاہ بن یورام بن یہوسفط بن آسا بن ابیاہ بن رحعام بن سلیمان بن داؤد بن لیسی بن عوبید بن عوبید روت بن بوعز بن بوعز راحب بن سلمون بن نحسون بن عمینداب بن لام بن حصرون بن فارص بن زارح تمر بن یہوداہ بن یعقوب بن اضحاق بن ابرہام۔(3)

آپؑ کی ولادت اور اناجیل اربعہ:

اناجیل اربعہ میں انجیل متی اور انجیل لوقا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا واقعہ بیان ہوا ہے لیکن باقی انجیلوں میں آپؑ کی ولادت کا تذکرہ نہیں ملتا۔ متی اور لوقا کی انجیلوں سے ہمیں یہ معلومات ملتی ہیں کہ آپ کی والدہ (حضرت مریمؑ) کو پہلے سے حمل کی اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ کا ایک بیٹا پیدا ہو گا اُس کا نام یسوع رکھنا۔ مریمؑ سخت گھبرا جاتی ہیں اور فرشتے سے کہتی ہیں کہ میں تو پاکباز عورت ہوں آج تک میں نے مرد کو دیکھا تک نہیں ہے۔ فرشتہ نے اُن سے کہتا ہے کہ آپ کو روح القدس کی قدرت سے حمل ہو جائے گا۔ آپ کی منگنی یوسف سے ہوئی تھی لیکن ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی۔ حمل سے پہلے تک وہ کنواری تھیں۔ متی نے یہ واقعہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"اب یسوع مسیح کی ولادت اس طرح ہوئی کہ جب اُس کی والدہ مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ طے ہو گئی تو اُن کے ملنے سے پہلے وہ روح القدوس کی قدرت سے حاملہ پائی گئیں۔ پس اس کے شوہر یوسف نے جو ایک صادق اور راستباز انسان تھا اور مریمؑ کو بدنام نہیں کرنا چاہتا تھا، اُسے چپکے سے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا۔ وہ ان باتوں کو سوچ ہی رہا تھا کہ خداوند کا فرشتہ اسے خواب میں دکھائی دیا اس نے کہا کہ اے یوسف ابن داؤد! اپنی بیوی مریمؑ کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر کیونکہ جو اُس کے پیٹ میں ہے وہ روح القدس کی قدرت سے ہے۔ اس کے بیٹا پیدا ہو گا اور اُس کا نام یسوع رکھنا وہی اپنے لوگوں کو اُن کے گناہوں سے نجات دے گا"۔(4)

اس کے بعد متی کے مطابق کہ "یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت فرمایا تھا وہ پورا ہو کہ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہو گی اور بیٹا اور اس کا نام عمانوایل رکھیں گے جس کا ترجمہ ہے "خدا ہمارے ساتھ ہے"۔(5)

پس اس کے بعد یوسف نے وہی کچھ کیا جو اُسے خواب میں دکھایا اور تلقین کیا گیا تھا۔ وہ مریمؑ کو اپنے ہاں لے آیا۔ اُس وقت تک اُس کے ساتھ تھی جب تک اُس کا بیٹا پیدا نہ ہوا۔ جب بیٹا پیدا ہوا تو اس کا نام یسوع رکھا۔(6)

اسی طرح لوقا نے بھی آپؑ کی ولادت کے واقعات بیان کئے ہیں جو متی سے قدرے مختلف ہیں۔ واقعہ یوں ہے کہ "چھٹے مہینے میں جبرائیلؑ فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرہ تھا ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا جس کی منگنی داؤد کے خاندان کے ایک مرد یوسف نام سے طے پائی تھی اور اُس کنواری لڑکی کا نام مریم تھا اور فرشتہ نے اُس کے پاس اندر آکر کہا سلام تجھ کو جس پر فضل ہوا ہے! خداوند تمہارے ساتھ ہے۔(7)

اب مریمؑ اس قسم کا سلام وکلام سے بہت زیادہ گھبرا گئی اور سوچ وفکر کرنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے۔ فرشتہ نے حضرت مریمؑ سے کہا کہ گھبرائیے نہیں بلکہ خدا کا تمہارے اوپر بڑا فضل ہوا ہے اور دیکھ کچھ ہی دنوں میں تو حاملہ ہو گی اور آپ کے ہاں بیٹا پیدا ہو گا اور اُس بیٹے کا نام یسوع رکھنا۔ وہ نیک ہو گا اور خداوند خدا اسے داؤد کے تخت پر بٹھائے گا۔ داؤدی بادشاہی اُسے دے گا اور وہ یعقوبؑ کے خاندان پر ہمیشہ حکمرانی کرے گا (یعنی یہودیوں پر ہمیشہ بادشاہی کرے گا) اور اس کی بادشاہی کا خاتمہ نہیں ہو گا۔(8)

حضرت مریمؑ نے فرشتہ کو جواب دیا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں نے مرد کو دیکھا ہی نہیں۔(9)

خدا کے فرشتے نے حضرت مریمؑ کی حیرانی اور تعجب کو ختم کرنے کے لئے جواب دیا کہ "روح القدس تجھ پر نازل ہو گا اور خدا تعالیٰ کی قدرت تجھ پر سایہ

ڈالے گی"۔(10)

آپ علیہ السلام کی ولادت اور قرآن مجید:

آپؑ کی معجزاتی پیدائش کا واقعہ قرآن مجید کی مختلف سورتوں میں بیان ہوا ہے۔ ہم یہاں پر صرف سورۃ آل عمران کی کچھ آیات نقل کریں گے۔ حضرت مریمؑ جو جلوت نشینی کی زندگی گزار رہی تھیں ایک دن اُس پر جبرائیل امینؑ نازل ہوئے تو انہوں نے بیٹے کی خوشخبری دی۔ اس خوشخبری پر انہیں تعجب ہوا اور جبرائیلؑ سے کہا کہ مجھے ابھی تک کسی مرد نے چھوا نہیں تو پھر کیسے میرے ہاں بچے کی پیدائش ہو گی۔ جبرائیلؑ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ اُس کے لئے کچھ مشکل نہیں۔ اس کا نام عیسیٰؑ ہو گا اس کو اللہ کتاب وحکمت اور انجیل و تورات کا علم سکھائے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ رسول ہو گا۔

قرآن میں یوں مذکور ہے:

"وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے جب فرشتوں نے مریم سے کہا کہ مریم! اللہ تم کو اپنی طرف سے ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح اور مشہور عیسیٰ ابن مریم ہو گا اور جو دنیا اور آخرت میں آبرومند اور مقربین میں سے ہو گا اور ماں کی گود میں اور بڑی عمر کا ہو کر دونوں حالتوں میں لوگوں سے یکساں گفتگو کرے گا اور نیکوکاروں میں ہو گا۔ مریم نے کہا پروردگار! میرے ہاں بچہ کیونکر ہو گا کہ کسی انسان نے مجھے ہاتھ تک تو لگایا نہیں۔ فرمایا کہ اللہ اسی طرح جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو ارشاد فرماتا کہ ہو جا! تو وہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ اسے کتاب وحکمت اور تورات اور انجیل کا علم عطا فرمائے گا"۔(11)

قرآنی آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں کی گود میں بولنے کی طرف اشارہ ہے اور بولنا ایسا کہ جس میں اپنا تعارف کے ساتھ پیغام رسالت بھی پہنچایا اور یہ اس وقت ہوا جب حضرت مریمؑ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت سے فارغ ہوئیں اور اپنی قوم میں واپس آئیں اور قوم نے آپ کو مختلف باتوں، تہمتوں اور الزامات کا نشانہ بنایا۔ آپ نے اپنی گود میں اپنے بیٹے کی طرف اشارہ کیا تو اُن لوگوں نے کہا یہ کیسے بولے گا۔ یہ تو گہوارے کا بچہ ہے۔ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام معجزاتی طور پر بول اُٹھے۔ قرآن میں یوں مذکور ہے:

"کہا بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اس نے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے اور مجھے بابرکت بنایا ہے جہاں کہیں ہوں اور مجھے نماز اور زکوٰۃ کی وصیت کی ہے جب تک میں زندہ ہوں اور اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرنے والا ہوں اور مجھے سرکش اور بدبخت نہیں بنایا اور مجھ پر سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ کر کے اُٹھایا جاؤں گا"۔(12)

آپؑ کی بعثت:

مندرجہ بالا آیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ نے اپنی ماں کی گود میں کتاب الٰہی اور نبوت و رسالت کے ملنے کا اعتراف کیا اس لئے سنِ شعور کو پہنچتے ہی دعوت اور سماجی اصلاح میں مشغول ہو گئے۔ اسی طرح لوقا میں بھی آپ کی بعثت کے حوالے سے ایک فقرہ موجود ہے کہ "جب یسوع خود تعلیم دینے لگا قریباً تیس برس کا تھا"۔(13)

یہ حقیقت ہے کہ باقی انبیاء کرامؑ کی طرح آپ کی نبوت صرف یہودیوں کے لئے تھی جیسے متی انجیل میں مذکور ہے کہ ایک عورت آپؑ کو بُلاتی ہے تاکہ اُن کی مدد ہو جائے لیکن آپؑ نے اُن کی پکار اور فریاد پر یہ جملہ بولا کہ "میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا"۔(14)

اب اسی سماج کی اصلاح کی خاطر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا جاتا ہے اور یہ بات قرآن سے بھی ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا نبی ہو۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم (15)

ترجمہ: "اور وہ وقت بھی یاد کرو جب مریم کے بیٹے عیسیٰؑ نے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں"۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپؑ کی نبوت ورسالت صرف اور صرف یہودی سماج کی اصلاح کے لئے تھی۔ آپؑ کی بعثت کے وقت یہ سماج پوری طرح اخلاقی بے راہ روی اور معاشرتی برائیوں میں پھنس چکا تھا اور اسی سماج کی اصلاح کی خاطر مختلف اسرائیلی انبیاءؑ نے کوشش کی لیکن دعوت قبول کرنے کی بجائے اُلٹا ان انبیاءؑ اور مصلحین ؒ کو قتل کیا گیا اور یہ سماج آپؑ کی بعثت تک اپنی بے حیائی اور بدکاری کے ارتقاء کی منازل طے کر چکا تھا۔ اور آپؑ کے زمانے میں اس سماج کا یہ کردار عروج پر پہنچ چکا تھا۔ کتاب مقدس میں ان کے سماج کی بگڑی ہوئی حالت کے نمونے ملتے ہیں جس سے ہمیں یہودی سماج کی بے راہ روی اور انبیاء کرامؑ اور مصلحین ؒ کو قتل کرنے کی روش اور سنگ دلی معلوم ہو جائے گی۔

آپ کے مدعو سماج:

حضرت الیاسؑ (ایلیاہ) نے جب سب یہودیوں کو بعل کی عبادت پر ٹوکا تو خداوند کا کلام حضرت الیاسؑ پر نازل ہوا تو انہوں نے اپنی قوم اور بادشاہ کے خلاف یوں فرمایا کہ "خداوند لشکروں کے خدا کے لئے مجھے بڑی غیرت آئی کیونکہ بنی اسرائیل نے تیرے عہد کو ترک کیا اور تیرے مذبحوں کو ڈھادیا اور تیرے نبیوں کو تلوار سے قتل کیا اور میں ہی ایک اکیلا بچا ہوں سو وہ میری جان لینے کے درپے ہیں"۔(16)

یہودی سماج کی یہ حالت تھی کہ نبی پر نبی کو قتل کرتے تھے اسی طرح عبدیاہ نبی نے تقریباً سو سے اوپر انبیاءؑ کی جان بچائی۔ کتاب مقدس میں یوں مذکور ہے کہ "جب ایزبل نے خداوند کے نبیوں کو قتل کیا تو عبدیاہ نے سو نبیوں کو ایک غار میں چھپا لیا اور اُن کو پچاس پچاس کر کے پالتا رہا"۔(17)

اور یہ سب کچھ نبیوں کے ساتھ اُن کی دعوت حق کی وجہ سے ہوتا تھا۔ ایک موقع پر اُس وقت کے بادشاہ حضرت میکایاہ نبی کے متعلق یہ حکم صادر کرتا ہے کہ "میکایاہ کو لے کر اُسے شہر کے ناظم امون اور یوآس شہزادہ کے پاس لوٹا لے جاؤ اور اُن سے کہنا بادشاہ یوں فرماتا ہے کہ اس شخص (میکایاہ) کو قید خانہ میں ڈال دو اور اسے مصیبت کی روٹی کھلانا اور مصیبت کا پانی پلانا"۔(18)

اسی طرح جب یہویدع کاہن کے بیٹے زکریاہ پر خداوند کا کلام نازل ہوا کہ آپ اپنی قوم اور بادشاہ یوآس کو میری نافرمانی سے ڈرائیں اور ان کو وعظ و نصیحت کریں تو زکریاہ ایک بلند مقام پر کھڑے ہوئے اور اپنی قوم کو دعوت دی لیکن دعوت کا یہ اثر ہوا کہ قوم کے لوگوں نے ان کے خلاف منصوبہ بنایا۔ بادشاہ کے ذریعہ ان کو اپنے ہی صحن میں سنگسار کیا اور زکریاہ نے مرتے وقت کہا کہ "خداوند اس کو دیکھے اور انتقام لے"۔(19)

اسی طرح حضرت یرمیاہ کے ساتھ بھی ہوا آپ کو قید و بند میں رکھا اور مختلف طریقوں سے آپ کو اذیتیں دیں۔ آخر کار آپ کو کیچڑ والے تالاب میں دھنسا دیا اور اس میں پڑے رہے۔ یہ سب کچھ اُن کے ساتھ اُن کی سماجی اصلاح کی وجہ سے ہوا۔(20)

یہی سب کچھ یوحنا (حضرت یحییٰؑ) کے ساتھ بھی ہوا کہ آپؑ نے اپنی قوم کو اُن کی بداعمالیوں اور نافرمانیوں پر ملامت کیا اور ان کے مذہبی راہنماؤں کی بھی اصلاح کی کوشش کی اور بادشاہ وقت ہیرودیس کی غیر مذہبی شادی پر جب یوحنا نے اُن کو ٹوکا تو ہیرودیس کی بیوی ہیرودیاس بھی اُن کی دشمن ہوئی اور ایک دن اُن کی بیٹی ناچ کی خوشی میں یوحنا کے سر کو طلب کیا اور اسی طرح بادشاہ ہیرودیس جس کی شادی اُس وقت کی شریعت کے مطابق نہیں تھی اُس نے یوحنا کو قتل کیا اور آپؑ کا سر مبارک اس محبوبہ کو دیا۔(21)

اب یہ یہودی سماج کی حالت تھی کہ جس کی طرف مختلف انبیاء کرامؑ مبعوث ہوئے اور اُن کی اصلاح کی کوششیں کیں لیکن یہ سماج اتنا اخلاقی انحطاط اور

معاشری بے راہ روی کا شکار ہو چکا تھا اور اُن کے مذہبی راہنما بد عملی، ریاکاری میں ملوث ہو چکے تھے کہ جب حضرت یوحنا کو ایک رقاصہ کی فرمائش پر قتل کیا جارہا تھا تو پوری یہودی سماج میں ایک آدمی نے اس کے خلاف آواز نہیں اُٹھائی۔ اب یہ سماج اتنا بے حس ہو چکا تھا۔ قرآن نے بھی قتل انبیاء کرامؑ، نافرمانیوں اور سرکشی کو بیان کیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی اور ان کے پیچھے یکے بعد دیگرے پیغمبر بھیجتے رہے۔ عیسیٰ بن مریمؑ کو کھلے نشانات بخشے اور روح القدس یعنی جبرائیلؑ سے ان کو مدد دی تو کیا ایسا ہے کہ جب کوئی پیغمبرؑ تمہارے پاس ایسی باتیں لے کر آئے جن کو تمہارا جی نہیں چاہتا تھا تو تم سرکش ہو جاتے رہے اور ایک گروہ انبیاءؑ کو تو جھٹلاتے رہے اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے"۔ (22)

مزید یہودی سماج کی بے حسی اور اخلاقی پستی کا اندازہ اس سے بھی ہو سکتا ہے کہ جب پیلاطس نے یہودی بدبختوں سے پوچھا کہ آج تمہاری عید فسح کا دن ہے اور دستور کے مطابق پھانسی کے مستحق مجرموں میں سے ایک کو چھوڑنے کا اختیار رکھتا ہوں تم لوگ بتاؤ کہ یسوع کو چھوڑوں یا بُرابا قیدی کو چھوڑوں؟ تو ان خبیث لوگوں نے سماج میں فتنہ وفساد پھیلانے والے ڈاکو کو چھوڑنے کی بات کی اور سماجی مصلحؑ کے قتل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ (23)

اب اسی سماج کی اصلاح کی خاطر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا جاتا ہے اور آپؑ نے کسی کی پرواہ کئے بغیر اس سماج کی مذہبی قیادت پر خوب تنقید کی جس کا ایک نمونہ انجیل متی میں یوں مذکور ہے:

"اے سانپو! تم جہنم کی سزا سے کیوں کر بچو گے؟ اس لئے دیکھو میں نبیوں اور داناؤں اور فقیہوں کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں اُن میں سے تم بعض کو قتل اور مصلوب کرو گے اور بعض کو اپنے عبادت خانوں میں کوڑے مارو گے اور شہر بشہر ستاتے پھرو گے تاکہ سب راستبازوں کا خون جو زمین پر بہایا گیا تم پر آئے۔ راست باز ہابل (حضرت ہابیل) کے خون سے لے کر برکیاہ کے بیٹے زکویان کے خون تک جسے تم نے مقدس اور قربان گاہ کے درمیان قتل کیا (اور اسی طرح یوحنا کو بھی قتل کیا) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ اس زمانے کے لوگوں پر آئے گا"۔ (24)

اب اس مقصد اور مضمون کو لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام شہر بشہر اور قریہ قریہ گھومتے پھرتے رہے اور دعوت و تبلیغ اور سماجی اصلاح کا کام کرتے رہے۔ "ان کی معجزانہ شخصیت کی تاثیر سے لوگ شفا پاتے اور ان کی خاص توجہ سے لوگوں کی مشکلات حل ہوتیں۔ اس لئے جس طرف جاتے لوگ جوق در جوق ان کے ارد گرد جمع ہو جاتے اور کچھ ساعت میں لوگوں کا ہجوم بن جاتا۔ خلق خدا نہ صرف ان سے فیض حاصل کرتی بلکہ ان سے والہانہ محبت کا اظہار کرتی اور جان نثاری کے لئے تیار ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جن معجزات سے نوازا تھا اور ان کی شخصیت میں جو تاثیر رکھی تھی اس کی وجہ سے انہیں قبول عام حاصل ہوا تھا۔ ایک شخص جس کا مزاج دنیوی آلائشوں سے پاک اور مادی اغراض وخواہشات سے بے نیاز تھا اور خدمت خلق کے لئے ہر وقت تیار تھا اور جس کے خطبات ظاہر پرستی، ریاکاری اور مذہبی اجارہ داری کو بے نقاب کر رہے تھے وہ بدکردار مذہبی قیادت اور فساد زدہ معاشرتی تنظیم اور بدعنوان سیاسی انتظامیہ کو کیسے گوارا ہوتا۔ یہودیوں کے جس سماج میں آپؑ اصلاح کا کام کر رہے تھے وہ سماج آپؑ کے خلاف سازشوں اور چالوں میں مصروف تھا"۔ (25)

لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو یہودیوں کی چال اور مصلوبیت سے محفوظ رکھا۔ قرآن مجید نے آپؑ کے متعلق یہودی سازش کی طرف اشارہ کیا لیکن جہاں تک آپؑ کے قتل اور مصلوبیت کی بات ہے تو اس کی واضح تردید کی۔ قرآن مجید میں یوں مذکور ہے:

وَمَكَرُوا۟ وَمَكَرَ ٱللَّهُ وَٱللَّهُ خَيْرُ ٱلْمَٰكِرِينَ ۝ إِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَٰعِيسَىٰٓ إِنِّى مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ (26)

ترجمہ: "اور وہ یعنی یہود قتل عیسیٰؑ کے بارے میں ایک چال چلے اور اللہ نے بھی عیسیٰؑ کو بچانے کے لئے تدبیر کی اور بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔ اس

وقت اللہ نے فرمایا کہ عیسیٰؑ! میں تمہاری دنیا میں رہنے کی مدت پوری کر کے تم کو اپنی طرف اُٹھاؤں گا"۔

"پہلی آیت میں ایک تو تدبیر الٰہی کا ذکر ہے جو یہودیوں کی تدبیر کا جواب ہے۔ اس آیت سے اشارہ ملتا ہے کہ یہودیوں کی تدبیر کامیاب نہیں ہوئی۔ وہ مسیح کو سولی پر مارنا چاہتے تھے لیکن اللہ کی تدبیر نے ایسا نہیں ہونے دیا۔ دوسری آیت میں "متوفی" اور "رافع" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو واپس بلانے، مدت پوری کرنے اور اُٹھا لینے کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ یہ پیرایہ واضح کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی غیر معمولی طریقہ سے مسیح کو قتل ہونے اور سولی پر چڑھنے سے محفوظ کر لیا"۔(27)

آپؑ کے معجزات:

اللہ تعالیٰ نے مختلف انبیاءؑ کو مختلف صفات اور کمالات سے نوازا ہوتا ہے۔ اُن صفات اور کمالات میں انبیاء کرامؑ کے معجزات بھی شمار ہوتے ہیں۔ یہ معجزات اللہ تعالیٰ کی قدرت سے متعلقہ نبی یا رسول کے ہاتھ پر ایک خاص معین وقت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ معجزات کبھی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی طلب پر نبیؑ سے ظاہر کرواتے ہیں اور کبھی نبی یا رسول دعوتی منہج کے طور پر ظاہر کرواتے ہیں تاکہ اُن کی سماجی اصلاح میں اُن کی دعوت کی تائید، تصدیق اور حجیت بن جائے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیگر انبیاء کرامؑ کی طرح معجزوں کو بطور دعوت منہج استعمال کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ قرآن مجید میں آپ کے معجزات کی طرف اشارہ ملتا ہے اور اناجیل میں تو تفصیل کے ساتھ آپؑ کے معجزات کا ذکر ملتا ہے۔ قرآن میں آپؑ کے معجزات سے متعلق یوں بیان ملتا ہے:

ترجمہ: "اور عیسیٰؑ بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر ہو کر جائیں گے اور کہیں گے کہ میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں وہ یہ کہ تمہارے سامنے مٹی سے پرندے کی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے سچ مچ پرندہ ہو جاتا ہے اور پیدائشی اندھے اور برص کو تندرست کر دیتا ہوں اور اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیتا ہوں اور جو کچھ تم کھا کر آئے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو سب تم کو بتا دیتا ہوں۔ اگر تم صاحب ایمان ہو تو ان باتوں میں تمہارے لئے نشانی ہے"۔(28)

اسی طرح اناجیل اربعہ میں بھی آپؑ کے معجزات درج ہیں جو آپؑ نے اپنی دعوت کی تائید میں مختلف مقامات پر ظاہر کیں جیسے:

انجیل متی میں ہے کہ ایک دن آپ وعظ سے فارغ ہوئے اور آپؑ کے پیچھے لوگوں کا ہجوم تھا۔ اسی ہجوم میں ایک کوڑھی شخص تھا۔ اس نے آپؑ سے فریاد کی کہ اگر آپؑ مجھے مَس کریں گے تو میں ٹھیک ہو جاؤں گا تو حضرت یسوعؑ نے اپنا ہاتھ اس پر پھیرا تو وہ فوراً کوڑھ سے پاک صاف ہوا۔(29)

ایک دن اس طرح ہوا کہ "آپؑ اپنے حواری پطرس کے گھر تشریف لے گئے وہاں پطرس کی ساس کو بخار چڑھا تھا آپؑ نے اُس کو چھوا تو اُسی دم شفایاب ہوئی اور خدمت کرنے لگی۔ اور شام کو اسی مکان پر مختلف لوگ آئے جن کو بدروحوں سے سخت تکلیف تھی اور بہت سارے لوگ تھے۔ آپؑ نے زبانی طور پر بدروحوں کو مخاطت کیا اور وہ بدروحیں زبان کے کہہ دینے سے ان لوگوں سے نکل گئیں"۔(30)

ایک بار ایسا ہوا کہ آپؑ اپنے شاگردوں سمیت کشتی میں کہیں سفر کر رہے تھے اور آپؑ سوئے ہوئے تھے کہ اچانک طوفان کے کشتی کو پکڑ لیا۔ اُن کے شاگردوں نے اُن کو نیند سے جگایا اور اُن سے کہا کہ ہمیں بچائیں ہم تو ہلاک ہو جائیں گے۔ حضرت یسوع نے اپنے حواریوں سے کہا "اے کم اعتقادو! ڈرتے کیوں ہو؟ تب اُس نے اُٹھ کر ہوا اور پانی کو ڈانٹا اور بڑا امن ہو گیا"۔(31)

ایک دن اس طرح ہوا کہ "جب وہ (حضرت یسوعؑ) باہر جا رہے تھے تو دیکھا لوگ ایک گونگے کو جس میں بدروح تھی اس کے پاس لائے اور جب وہ بدروح نکال دی گئی تو گونگا بولنے لگا اور لوگوں نے تعجب کر کے کہا اسرائیل میں ایسا کبھی نہیں دیکھا گیا"۔(32)

قرآن مجید میں آپؑ کے دعوتی وفکری منہج:

باقی انبیاء کرامؑ کی طرح آپؑ کی دعوت میں اللہ کی عبادت، رسولؑ کی اطاعت، حلال و حرام کا خدائی قانون، تورات کی تصدیق اور نبی کریم ﷺ کی آمد کی بشارت خاص موضوعات تھے۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت:

یہ حقیقت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام وہ پہلے رسول ہیں جنہوں نے شرک کے خلاف اپنی قوم کو دعوت دی۔ اسی طرح حضرت نوحؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک تمام انبیاء کرامؑ نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور عبادت کرنے کی طرف اپنی اپنی قوموں کو دعوت دی اور اسی طرح حضرت عیسیٰؑ نے بھی اپنی دعوت میں سر فہرست اللہ تعالیٰ کی بندگی کو رکھا اور اپنی قوم کو ان الفاظ میں دعوت دی۔ قرآن مجید میں مذکور ہے:

وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ (33)

ترجمہ: "اور بے شک اللہ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا رستہ ہے"۔

رسولؑ کی اطاعت:

اطاعت رسولؑ کے بغیر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور وحدانیت کو جاننا بہت مشکل اور ناممکن ہے۔ انبیاء کرامؑ کے وسیلے اور ذریعے سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور علم حاصل ہوتے ہیں تو دیگر انبیاء کرامؑ کی طرح حضرت عیسیٰؑ نے اپنی رسالت کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ قرآن پاک میں یوں مذکور ہے:

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ (34)

ترجمہ: "سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو"۔

حلال و حرام کا خدائی قانون:

ہر دور میں دو قسم کے گروہ پائے گئے ان میں سے ایک گروہ اپنی زندگی کے جملہ امور کی تعبیر قانون الٰہی کے تحت کرتے ہیں چاہے اُس کے مفادات پر ضرب کیوں نہ پڑے۔ اور دوسرا گروہ اپنے مفادات کے تحفظ کی خاطر حلال کو حرام اور حرام کو حلال بناتے ہیں اور اپنی آسانی کے لئے خدائی قانون کے مقابلے میں اپنا ذاتی قانون بناتے اور یہی چیز سب سے پہلے ہمیں ہابیل و قابیل کے واقعہ میں نظر آتی ہے۔ ایک اپنی زندگی قانونِ الٰہی کے مطابق گزارنا چاہتا تھا اور دوسرا خود غرض اور مفاد پرستی کے مطابق گزارنا چاہتا تھا۔ ان خود ساختہ شریعتوں کی جگہ حضرت عیسیٰؑ نے خدائی قانون کو متعارف کیا۔

قرآن مجید میں مذکور ہے:

وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ (35)

ترجمہ: "اور میں اس لئے آیا ہوں کہ بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں ان کو تمہارے لئے حلال کر دوں"۔

توریت کی تصدیق:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دعوتی منہج میں موسوی شریعت اور تورات کی تصدیق بھی شامل تھی کیونکہ بنی اسرائیل اپنی بداعمالیوں اور ریاکاریوں سے موسوی شریعت کی غلط تعبیر اور تشریح و توضیح کی تھی اس کی اصلاح کے لئے آپؑ کو مبعوث کیا۔ اس بات کی تائید اناجیل اربعہ سے ہوتی ہے۔ متی میں یوں مذکور ہے کہ:

"یہ نہ سمجھ کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں"۔(36)

قرآن نے اس بات کو یوں بیان کیا ہے کہ:

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ (37)

ترجمہ: "اور مجھ سے پہلے جو تورات نازل ہوئی تھی اس کی تصدیق بھی کرتا ہوں"۔

آمد مصطفیٰ ﷺ کی بشارت:

انجیل برناس میں آپ ﷺ کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشن گوئیاں واضح طور پر درج ہیں بلکہ آپ ﷺ کا نام لے کر پیشن گوئیاں کی ہیں جس طرح قرآن میں درج ہے لیکن یہودی اور عیسائی اس انجیل کے ماننے سے منکر ہیں لیکن موجودہ اناجیل میں بھی آپ ﷺ کے متعلق پیشن گوئیاں موجود ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

ایک موقع پر حضرت یسوع اپنے ایک وعظ میں یہ پیشن گوئی کرتے ہیں کہ "لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں تو اُسے تمہارے پاس بھیج دوں گا"۔(38)

ایک مجلس میں آپؑ لوگوں سے یوں کہتے ہیں کہ "لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی روح حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا اور تم بھی گواہ ہو کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو"۔(39)

آپ جہاں بھی جاتے تھے لوگ آپ کے ارد گرد جمع ہو جاتے تو آپؑ ان کو دعوت و تبلیغ کرتے اس طرح ایک دن آپؑ نے لوگوں سے کہ کہ "اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اُس کا کچھ نہیں"۔(40)

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر لوگوں کو یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ "میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں لیکن مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا"۔(41)

آپؑ کی ایک پیشن گوئی انجیل یوحنا میں یوں مذکور ہے کہ "اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے یعنی روح حق جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی کیونکہ نہ اُسے دیکھتی اور نہ جانتی ہے تم اُسے جانتے کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہوگا"۔(42)

آپؑ نے اپنے ایک وعظ میں آپ ﷺ کے متعلق یوں پیشن گوئی فرماتے ہیں کہ "مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم اُن کو برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھلائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا"۔(43)

مندرجہ بالا فقرات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت میں نبی کریم ﷺ کی آمد کی پیشن گوئیاں بیان ہوئی ہیں اور اسی چیز کو قرآن نے بیان کیا ہے:

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (44)

ترجمہ: "اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا ان کی بشارت سناتا ہوں"۔

بائبل میں آپؑ کے دعوتی وفکری منہج:

دیگر انبیاء کرامؑ کی طرح آپؑ نے مختلف مقامات اور مجالس میں وعظ سے پہلے یا بعد، یا پھر عوام کی طلب پر معجزے دکھائے تاکہ دعوت مؤثر رہے۔اسی طرح

اناجیل اربعہ میں آپؑ کے دعوتی وفکری مناہج میں مواعظ کے نمونے بھی ہمیں ملتے ہیں۔آپ نے مختلف مواقع پر اپنی دعوت کے لئے وعظ ونصیحت کا منہج اختیار کیا جو ایک مؤثر طریقہ ہے۔اس کے علاوہ آپ نے سماجی اصلاح کے لئے تمثیلات کا منہج بھی اختیار کیا۔ عوام کو تمثیل کے ذریعے دعوت دینے میں آسانی رہتی ہے اور وہ جلد سمجھ جاتے ہیں اور جلدی دعوت قبول کرتے ہیں۔اسی کے ساتھ ساتھ آپؑ نے اپنے سماج کے لوگوں کو اُن کی بے راہ روی اور نافرمانیوں پر اُن کو تنبیہ بھی کی جو اناجیل اربعہ میں مذکور ہے۔ ہم پہلے آپ کے مختلف مواعظ کو اناجیل اربعہ سے نقل کریں گے جس میں آپ کی مختلف تعلیمات بیان ہوئی اُس کے بعد باقی ماندہ تمثیلات اور تنبیہات کو نقل کریں گے۔

آپؑ کے مواعظ وتنبیہات:

آپؑ نے جب اپنی دعوت کا آغاز کیا تو اُس میں سب سے پہلے توبہ کے متعلق لوگوں کو تلقین کی۔اس کے لئے جو دعوتی منہج اختیار کیا وہ وعظ ونصیحت کا منہج تھا۔ متی اپنی انجیل میں آپ کی ابتدائی دعوت کے جملے یوں بیان کرتا ہے کہ :"یسوعؑ نے منادی کرنا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے"۔(45)

آپؑ نے اپنی قوم کو یہ بتانے کی کوشش کی کہ مکمل مبارک زندگی چاہتے ہو تو اس کے لئے توبہ ہے کیونکہ توبہ ہی سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔آپؑ کے مشہور وعظ جو انجیل متی اور لوقا میں مذکور ہیں جس میں مومن کی صفات بیان کی گئی ہیں اور اسی صفات کے مالک کو راحت، سکون، خوشحالی، تقویٰ، طہارت اور کامیابی کا مژدہ سنایا ہے اور یہ وعظ عہد نامہ جدید میں "پہاڑی وعظ" کے نام سے مشہور ہے۔

انجیل متی میں یہ وعظ ان الفاظ میں درج ہے:

"مبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی اُن کے لئے ہے۔ مبارک ہیں وہ جو غمگیں ہیں کیونکہ وہ تسلی پائیں گے۔ مبارک ہیں۔ وہ جو حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے"۔(46)

مبارک ہیں وہ صادق جو ہر وقت سچ بولتے ہیں اور سچ برتتے ہیں اور یہی لوگ راحتوں سے ہوں گے۔ مبارک ہے وہ آدمی جو دوسرے پر رحم کرتا ہے تو اُس پر بھی رحم کیا جائے گا۔(47)

"مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے۔ مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔ مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے سبب سے ستائے گئے ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی اُن ہی کی ہے"۔(48)

یہ پہاڑی وعظ حضرت یسوع کا سب سے مشہور وعظ ہے جس طرح یہودیوں کے توریت کے دس احکامات مشہور ہیں اسی طرح عیسائیوں کے نزدیک یہ پہاڑی وعظ قدر ومنزلت رکھتا ہے۔

ایک دفعہ آپؑ نے لوگوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے وعظ شروع کیا اور ساتھ میں تنبیہ بھی کی کہ "خون نہ کرنا اور جو کوئی خون کرے گا وہ عدالت کے سزا کے لائق ہوگا"۔(49)

اس کے علاوہ آپؑ لوگوں سے فرماتے ہیں کہ "لیکن میں تم یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصے ہوگا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا اور جو کوئی اپنے بھائی کو پاگل کہے گا وہ صدر عدالت کی سزا کے لائق ہوگا اور جو اس کو احمق کہے گا وہ آتش جہنم کا سزاوار ہوگا۔(50)

آپؑ ایک وعظ میں لوگوں کو زنا سے منع کرتے ہیں لیکن زنا کی ابتدا نگاہ کو بیان کیا کہ "زنا نہ کرنا لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جس کسی نے بُری خواہش

سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اُس کے ساتھ زنا کر چکا"۔(51)

ہر دور میں زنا ایک قبیح فعل رہا ہے۔ اسی طرح حضرت یسوع کے وعظ میں بھی زنا سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس فعل سے سماج اور تمدن کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں ایک زانیہ عورت کو حضرت یسوع کے پاس لاتے ہیں جو حضرت یسوعؑ کے خلاف ایک سازش ہوتی ہے تاکہ وہ اُسے رجم کرنے کے احکامات جاری کرے اور لوگ اس کے خلاف ہو جائیں۔ حضرت یسوع نے کہا کہ آپ لوگوں میں سے جو پاک دامن ہے وہ آگے آجائے تو سب یہاں سے بھاگنے لگے۔ اسی طرح آپؑ نے اپنے ایک وعظ میں لوگوں کو قسموں سے منع کیا جو اُن سے پہلے لوگ کھاتے تھے۔(52)

اس کے بعد آپؑ اپنے وعظ میں سماجی اصلاح کے حوالے سے ایسے اصول و ضوابط بیان کرتے ہیں جس سے ہر قسم کے سماج کی اصلاح ممکن ہے۔ اگر یہی خوبیاں ہم اپنے سماج کے اندر لوگوں میں پیدا کر دیں تو یقیناً آئے دن جنگیں اور فتنہ فسادات ختم ہو جائیں گے۔ حضرت یسوعؑ اپنی قوم کو وعظ میں کہتے ہیں کہ ہم نے پہلے سنا ہے کہ ہر اعضاء کے بدلے میں اعضاء ہے۔ لیکن میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ "شریر کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی تجھ کو نالش کر کے تیرا کرتا لینا چاہے تو چوغہ بھی اُسے لے لینے دے جو کوئی قرضہ مانگے تو اُس سے منہ نہ موڑ"۔(53)

ایک موقع پر حضرت یسوعؑ اپنی قوم کو تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم سب لوگ اللہ تعالیٰ کے اخلاق میں رنگ جاؤ کیونکہ اس کی بارش اور نعمت اُسے ماننے اور جھٹلانے پر ہی ہے لہٰذا اپنے دشمن سے عداوت اور دشمنی نہ کرو بلکہ اپنے دشمنوں کے ساتھ محبت رکھو اور جو آپ کو ستائے تو اُس کے لئے دُعا کیا کرو۔(54)

روزہ واحد ایک ایسی عبادت ہے جو مختلف مذاہب میں کسی نہ کسی صورت میں اُن کے قوموں پر یا اُن کے ماننے والوں پر فرض رہی ہے اور اسی روزے کو بطور اصلاح نفس استعمال کیا ہے۔ حضرت یسوعؑ نے بھی اپنے ایک وعظ میں روزے رکھنے اور اُن کے اصول بتائے کہ "جب تو روزہ رکھے تو اپنے سر میں تیل ڈال اور منہ دھو تاکہ آدمی نہیں بلکہ تیرا باپ جو پوشیدگی میں ہے تجھے روزہ دار جانے اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا"۔(55)

اس کے بعد حضرت یسوعؑ اپنی قوم کو توکل علی اللہ کی تعلیم دیتے ہیں کہ اپنے کھانے پینے کے لئے پریشان نہ ہوں کہ کہاں سے یہ چیزیں ملیں گی آپ اپنی جانوں پر سوچیں کہ یہ کہاں سے آپ لوگوں کو ملیں اس کے بعد آپؑ نے ان کو پرندوں کی مثال دیتے ہیں کہ "ہوا کے پرندوں کو دیکھو کہ نہ بوتے ہیں نہ کاٹتے ہیں نہ کوٹھیوں میں جمع کرتے ہیں تو بھی تمہارا آسمانی باپ اُن کو کھلاتا ہے کیا تم اُن سے زیادہ قدرت نہیں رکھتے؟ تم میں ایسا کون ہے جو فکر کر کے اپنی عمر میں ایک گھڑی بھی بڑھا سکے؟(56)

غیبت، چغل خوری، تجسس اور تحسس، یہ ایسی اخلاقی برائیاں اور روحانی بیماریاں ہیں جس سے معاشرے تباہ ہوئے، لوگوں کا اتحاد و اتفاق خراب ہوا۔ اس حوالے سے آپؑ نے ایک وعظ میں واضح طور پر کہا کہ "عیب جوئی نہ کرو کیونکہ تمہاری ہی عیب جوئی ہو گی اگر تم عیب جوئی نہ کرو گے تو تمہاری بھی عیب جوئی نہ ہو گی جس پیمانہ سے تم ناپتے ہو اسی سے تمہارے واسطے ناپا جائے گا"۔(57)

اس کے بعد آپؑ فرماتے ہیں کہ "اے آدمی! تو اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا دیکھتا ہے اور اپنی آنکھ کا شہتیر تجھے نظر نہیں آتا۔ جب تیری اپنی آنکھ میں شہتیر ہے تو تو دوسرے کی آنکھ سے تنکا کیوں نکالتا ہے۔ اے ریاکار آدمی! پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر تو نکال اس کے بعد دوسرے کی آنکھ کا تنکا نکال"۔(58)

آپؑ کے تمثیلات:

انجیل لوقا میں آپؑ کی ایک تمثیل مذکور ہے جس میں ایک آدمی اپنے بھائی سے میراث دلوانے کے متعلق سوال کرتا ہے کہ آپ ہمارے درمیان انصاف کریں۔ حضرت یسوعؑ نہایت زبردست تمثیل میں اُسے سمجھاتے ہیں، اس دولت سے کیا حاصل جو موت کی وجہ سے رہ جائے گی۔ وہ تمثیل کچھ اس طرح سے ہے کہ

"کسی دولت مند کی زمین میں بڑی فصل ہوئی پس وہ اپنے دل میں سوچ کر کہنے لگا کہ میں کیا کروں کیونکہ میرے ہاں جگہ نہیں جہاں اپنی پیداوار بھر رکھوں؟ اس نے کہا میں اس طرح کروں گا کہ اپنی کوٹھیاں ڈھا کر اُن سے بڑی بناؤں گا اور اُن میں اپنا سارا اناج اور مال بھر رکھوں گا اور اپنی جان سے کہوں گا اے جان! تیرے پاس بہت برسوں کے لئے بہت سامال جمع ہے۔ چین کر، کھا پی، خوش رہ۔ مگر خدا نے اُس سے کہا اے نادان! اسی رات تیری جان طلب کر لی جائے گی پس جو کچھ تو نے تیار کیا ہے وہ کس کا ہو گا؟"۔(59)

اس تمثیل میں آپؑ نے یہ بات سمجھانے کی کوشش کی ہے جتنا بھی آدمی سامان زندگی اور سامان راحت جمع کرے لیکن اُس کو ایک نہ ایک دن اسی دنیا، مال و دولت، خوشی و غم غرض دنیا سے وہ کوچ کرے گا۔ آدمی آخرت کے حوالے سے موت سے پہلے پہلے موت کی تیاری کرے۔ اس مضمون کو قرآن نے بھی بیان کیا ہے کہ ہر ذی روح موت کا مزہ چکھے گی۔

ایک دوسری تمثیل میں داعی کو دعوت کے دوران مدعو سے نااُمید نہیں ہونا چاہیئے بلکہ آخر تک اس کو مسلسل دعوت دینی چاہیئے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ آخر میں دعوت قبول کرے۔ لوقا میں یہ تمثیل یوں درج ہے کہ "کسی نے اپنے تاکستان میں ایک انجیر کا درخت لگایا تھا اُس میں پھل ڈھونڈنے آیا اور نہ پایا اس پر اس نے باغبان سے کہا کہ دیکھ تین برس سے میں اس انجیر کے درخت میں پھل ڈھونڈنے آتا ہوں اور نہیں پاتا اسے کاٹ ڈال یہ زمین کو بھی کیوں روکے رہے۔ اس نے جواب میں اُس سے کہا اے خداوند! اس سال تو اور بھی اُسے رہنے دے تاکہ میں اُس کے گرد تھالا کھودوں اور کھاد ڈالوں اگر آگے پھلا تو خیر نہیں تو اس کے بعد کاٹ ڈالنا"۔ (60)

حضرت یسوعؑ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے متعلق ایک تمثیل پیش کرتے ہیں جس میں اُس کی اہمیت کو واضح کرتے ہیں عقیدہ بیج ہوتا ہے پھر اس بیج سے درخت بنتا ہے اور اسی درخت پر ٹہنیاں اور پھل و پھول لگتے جو اس عقیدہ کی بنیاد پر اعمال ہے۔ یہ تمثیل لوقا میں ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے کہ "پس وہ کہنے لگا خدا کی بادشاہی کس کی مانند ہے؟ میں اُس کو کس سے مثال دوں؟ وہ رائے کے دانے کی مانند ہے جس کو ایک آدمی نے اپنے باغ میں ڈال دیا وہ اُگ کر بڑا درخت ہو گیا اور ہوا کے پرندوں نے اُس کی ڈالیوں پر بسیرا کیا"۔(61)

آپؑ ایک موقع پر لوگوں کو ایک تمثیل میں بُرائی کے متعلق منصوبہ بندی بتاتے ہیں۔ متی میں یہ تمثیل مذکور ہے کہ "آسمان کی بادشاہی اُس آدمی کی طرح ہے جس نے اپنے کھیت میں اچھا بیج بویا مگر لوگوں کے سوتے میں اُس کا دشمن آیا اور گیہوں میں کڑوے دانے بھی بو گیا پس جب پتیاں نکلیں اور بالیں آئیں تو وہ کڑوے دانے بھی دکھائی دیئے۔ نوکروں نے آ کر گھر کے مالک سے کہا اے خداوند! کیا تو نے اپنے کھیت میں اچھا بیج نہ بویا تھا؟ اُس میں کڑوے دانے کہاں سے آ گئے؟ اُس نے ان سے کہا یہ کسی دشمن کا کام ہے۔ نوکروں نے اُس سے کہا تو کیا تو چاہتا تھا کہ ہم جا کر ان کو جمع کریں؟ اُس نے کہا نہیں ایسا نہ ہو کہ کڑوے دانے جمع کرنے میں تم اُن کے ساتھ گیہوں بھی اُکھاڑ لو۔ کٹائی تک دونوں کو اکٹھا بڑھنے دو اور کٹائی کے وقت میں کاٹنے والوں سے کہہ دوں گا کہ پہلے کڑوے دانے جمع کر لو اور جلانے کے لئے اُن کے گٹھے باندھ لو اور گیہوں میں کھتے میں جمع کر دو"۔(62)

ایک مجلس میں آپؑ نے قوم کے دعوت قبول کرنے والے کی استعداد اور اُن پر دعوت کے اثرات کے حوالے سے ایک تمثیل بیان کی کہ "دیکھو ایک بونے والا بیج بونے نکلا اور بوتے وقت کچھ دانے راہ کے کنارے گرے اور پرندوں نے انہیں چگ لیا اور کچھ پتھریلی زمین پر گرے جہاں اُن کو بہت مٹی نہ ملی اور گہری مٹی نہ ملنے کے سبب سے جلد اُگ آئے اور جب سورج نکلا تو جل گئے اور جڑ نہ ہونے کے سبب سوکھ گئے اور کچھ جھاڑیوں میں گرے اور جھاڑیوں نے بڑھ کر اُن کو دبا لیا اور کچھ اچھی زمین میں گرے اور پھل لائے۔ کچھ سو گنا، کچھ ساٹھ گنا اور کچھ تیس گنا۔ جس کے کان ہوں وہ سن لے"۔(63)

اور اسی کے ساتھ حضرت یسوع اس تمثیل کو ایک اور تمثیل سے اس کی وضاحت فرماتے ہیں۔ وہ تمثیل میں فرماتے ہیں کہ "پس بونے والے کی تمثیل سنو جب بھی کوئی بادشاہی کا فرمان سنتا ہے اور سمجھتا نہیں اور نہ پرواہ کرتا ہے تو جو اُس کے قلب میں ڈالا گیا تھا یعنی بویا گیا تھا اُسے وہ شریر آکر چھین لے جاتے ہیں۔ یہ وہ ہے جو راہ کے کنارے بویا گیا تھا اور جو پتھریلی زمین میں بویا گیا۔ یہ وہ ہے جو کلام سنتا ہے اور اسے فی الفور خوشی سے قبول کر لیتا ہے لیکن اپنے اندر جڑ نہیں رکھتا بلکہ چند روزہ ہے اور جب کلام کے سبب سے مصیبت یا ظلم برپا ہوتا ہے تو فی الفور ٹھوکر کھاتا ہے اور جو جھاڑیوں میں بویا گیا ہے وہ ہے جو کلام کو سنتا ہے اور دنیا کی فکر اور دولت کا فریب اُس کلام کو دبا دیتا ہے اور وہ بے پھل رہ جاتا ہے اور جو کلام کو سنتا اور سمجھتا ہے اور پھل بھی لاتا ہے کوئی سو گنا پھلتا ہے کوئی ساٹھ گنا اور کوئی تیس گنا"۔(64)

تلخیص

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ایسے سماج میں پیدااور مبعوث ہوئے جو ہٹ دھرمی اور بے راہ روی کے ساتھ ساتھ انبیاءؑ کے قتل میں بھی ملوث تھا۔ یہ ایک یہودی سماج تھا جس میں آپؑ کی معجزاتی پیدائش ہوتی ہے جس پر پورا سماج آپؑ کی والدہ (حضرت مریمؑ) پر تنقید کرتا ہے تو اسی وقت آپ اپنی والدہ کی پاکدامنی اور اپنی رسالت کا اعلان کرتے ہیں اور سنِ رشد کو پہنچتے ہی اسی سماج کی اصلاح کا کام شروع کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں آپؑ کی دعوتی سرگرمیوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور وحدانیت، رسول کی اطاعت، حلال و حرام کا خدائی قانون، توریت کی تصدیق اور پیغمبر اسلام ﷺ کی آمد کی بشارت کے موضوعات بیان ہوئے ہیں۔ آپؑ کی یہی دعوتی سرگرمیاں بائبل کے مختلف عنوانات کے تحت بیان ہوئے ہیں جو ہمیں آپؑ کے مواعظ، تنبیہات اور تمثیلات میں ملتے ہیں۔ آپؑ ایک کامیاب مبلغ اور مصلح تھے جو یہودی سماج میں عیسائیت کے لئے جگہ بنائی۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

1 القرآن،آل عمران:45 Al-Quran, 3:45

ـ

2 مکاشفہ1: 5 Revelotion (The Apocalypse) 1:5

ـ

3 انجیل متی1: 1-16 Matthew 1:1-16

ـ

4 متی1: 18-21 Matthew 1:18-21

ـ

5 متی1: 22-23 Matthew 1:22-23

ـ

6 متی1: 24-25 Matthew 1:24-25

ـ

7 لوقا1: 26-28 Luke 1:26-28

ـ

8 لوقا1: 29-33 Luke 1:33-29

ـ

9 لوقا1: 34 Luke 1:34

ـ

1 لوقا1: 35 Luke 1:35

0ـ

1 القرآن،العمران:45-48 Al-Quran, 3:45-48

1ـ

1 القرآن،مریم:30-33 Al-Quran, 19:30-33

2ـ

1 لوقا3: 23 Luke 3:23

3ـ

1 متی15: 24 Matthew 15:24

14-	القرآن،الصف:6	Al-Quran, 61:6
15-	سلاطین19: 10	Kings, 19:10
16-	سلاطین18: 4	Kings, 18:4
17-	سلاطین22: 26-27	Kings, 26:26-27
18-	تواریخ24: 22	Chronicles, 24:22
19-	یرمیاہ38: 5-12	Jeremiah, 38:5-12
20-	متی14: 1-12	Matthew 14:1-12
21-	القرآن،البقرۃ:87	Al-Quran, 2:87
22-	متی27: 15	Matthew 27:15
23-	خالدعلوی،ڈاکٹر،پیغمبرانہ منہاج دعوت،ص406،طبع: جون2005ء،ناشر:الفیصل،غزنی سٹریٹ،اُردو بازار لاہور	Khalid Alvi, Dr, Peghamberana Manhaj-e-Dawat, P.406, Publisher: Al-Faisal Ghazni Street, Urdu Bazar Lahore.
24-	القرآن،العمران:54-55	Al-Quran, 3:54-55
25-	خالدعلوی،ڈاکٹر،پیغمبرانہ منہاج دعوت،ص413	Khalid Alvi, Dr, Peghamberana Manhaj-e-Dawat, P.413
26-	القرآن،العمران:49	Al-Quran, 3:49
27-	متی8: 1-4	Matthew 8:1-4

28ـ	متی8: 16-14	Matthew 8:14-16
29ـ	مرقس4: 41-35	Mark 4:35-41
30ـ	متی9: 33-32	Matthew 9:32-33
31ـ	القرآن،مریم:36	Al-Quran, 19:36
32ـ	القرآن،الزخرف:63	Al-Quran, 43:63
33ـ	القرآن،العمران:50	Al-Quran, 3:50
34ـ	متی5: 17	Matthew 5:17
35ـ	القرآن،العمران:50	Al-Quran, 3:50
36ـ	یوحنا16: 7	John 16:7
37ـ	یوحنا15: 26	John 15:26
38ـ	یوحنا14: 30	John 14:30
39ـ	یوحنا14: 26-25	John 14:25-26
40-	یوحنا14: 17-15	John 14:15-17
41ـ	یوحنا16: 13-12	John 16:12-13

ـ2
4 القرآن،الصف:6 Al-Quran, 61-6

ـ3
4 متی4: 17 Matthew 4:17

ـ4
4 متی5: 3-5 Matthew 5:3-5

ـ5
4 متی5: 6-7 Matthew 5:6-7

ـ6
4 متی5: 8-10 Matthew 5:8-10

ـ7
4 متی5: 21 Matthew 5:21

ـ8
4 متی5: 22 Matthew 5:22

ـ9
5 متی5: 27-28 Matthew 5:27

ـ0
5 متی5: 33-37 Matthew 5:33-37

ـ1
5 لوقا6: 29-30 Luke 6:29-30

ـ2
5 لوقا6: 27-28 Luke 6:27-28

ـ3
5 متی6: 17-18 Matthew 6:17-18

ـ4
5 متی6: 25-27 Matthew 6:25-24

ـ5
5 متی7: 1-2 Matthew 7:1-2

6ـ			
	5	متی7: 3-5	Matthew 7:3-7
7ـ			
	5	لوقا2: 13-20	Luke 2:13-20
8ـ			
	5	لوقا13: 6-9	Luke 13:6-9
9ـ			
	6	لوقا13: 18-19	Luke 13:18-19
0ـ			
	6	متی13: 24-30	Matthew 13:24-30
1ـ			
	6	متی13: 3-9	Matthew 13:3-9
2ـ			